’’شَرَائِعُ مَنْ قَبْلَنَا‘‘ اور اُن کا حکم

مولانا انعام اللہ

(پہلی قسط)

تمہید وتعارف

تمہید میں تعارف کے طور پر ’’شرائع من قبلنا‘‘ کا ایک عمومی مفہوم ذیل کی سطور میں ملاحظہ ہو:

’’شرائع من قبلنا‘‘ کا معنی ہے: ہم (اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے پہلے کی شریعتیں، یعنی آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تشریف لانے والے انبیاء کرام علیہم السلام کی وہ آسمانی شریعتیں، جو وہ اپنی اپنی اُمتوں کے پاس لے کر آئے تھے، اور جن کا ذکر ان کی کتابوں (توراۃ اور انجیل وغیرہ) میں موجود ہے۔ ان شریعتوں کے احکام بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں، جن پر ایمان لانا اور ان کے مطابق عمل کرنا ان سابقہ انبیاء علیہم السلام کے زمانۂ نبوت میں ضروری تھا، تاہم شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے آنے کے بعد وہ تمام گزشتہ شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں۔

تو کیا وہ شریعتیں من کل الوجوہ منسوخ ہوگئیں؟ یا فی الجملہ؟ اگر فی الجملہ منسوخ ہیں، یعنی ان کے کچھ احکام اب بھی برقرار ہیں، تو کس حیثیت سے؟ مثلاً: شریعتِ موسویہ کی حیثیت سے؟ یا پھر شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت سے؟ نیز جو کل یا بعض احکام منسوخ ہیں، تو ان کے نسخ کا وقت کب سے شروع ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے؟ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد؟ اس طرح کے تمام سوالات کے جوابات پر مشتمل ایک تحقیقی جائزہ تفسیر، حدیث، فقہ، اُصول فقہ اور کلام کی کتابوں سے یہاں نقل کیا گیا ہے۔

ان مباحث کو بیان کرنے سے قبل چند اصطلاحات کی وضاحت ضروری ہے، جو لفظِ شریعت کے ہم معنی یا قریب المعنی کے طور پر استعمال ہوتی رہتی ہیں، مثلاً: دین، ملت اور مذہب وغیرہ۔

مقدمہ: - دین، ملة اور شريعة - معنی اور تعریف

لفظِ ’’دین‘‘ کا لغوی معنی

لفظِ ’’دین‘‘ کا لغوی معنی طاعت اور انقیاد ہے، اور اس لفظ کے تمام مشتقات میں یہی معنی

پایا جاتا ہے، ابن فارسؒ لکھتے ہیں:

''دین'' ایک ہی اصل ہے جس کی طرف اس طرح کے تمام فروع لوٹتے ہیں، فرماں برداری اور کمزور ہونے کی ایک صورت ہے۔ پس دین کا معنی ہے: اطاعت گزاری۔ کہا جاتا ہے: ''دَانَ لَهٗ یَدِیْنُ دِیْنًا'' تابعدار، فرماں بردار اور اطاعت گزار ہوگیا۔ ''قَوْمٌ دِیْنٌ'' کا معنی ہے: فرماں بردار لوگ۔ ''اَلْمَدِیْنَۃُ'' بروزن ''مَفْعَلَۃ'' بمعنی شہر کو اس لیے مدینہ کہا جاتا ہے کہ وہاں حکمرانوں کی اطاعت ہوتی ہے۔ اس معنی کر ''مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ'' کہا گیا، یعنی فیصلے والا دن۔ بعض کے نزدیک حساب کتاب اور بدلے والا دن۔ کوئی بھی معنی ہو، وہ دن ایسا ہوگا جس میں سر جھکانا ہوگا۔ اس قبیل سے ''اَلدَّیْنُ'' (قرضہ) ہے، اس لیے کہ قرض میں مکمل رسوائی، پستی اور تابعداری ہوتی ہے۔ عرب کہتے ہیں: ''اَلدَّیْنُ ذُلٌّ بِالنَّھَارِ، وَغَمٌّ بِاللَّیْلِ'' (قرضہ دن کے وقت رسوائی کا باعث ہے اور رات کو پریشانی کا باعث ہے)۔''(۱)

لفظِ ''ملّة'' کا لغوی معنی

لفظ ''ملّة'' کا لغوی معنی: اُکتا جانا، گرم ریت پر چلنا، کہنا، لکھوانا اور ملت اختیار کرنا ہے، علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

''(م،ل،ل: اس مادے سے مشتق الفاظ کا معنی ہے اُکتا جانا، کہا جاتا ہے: ''أطعمهٗ خبزَ ملّة'' اس کو ''ملة'' (گرم ریت والی روٹی) کھلائی۔ ''طریق مملّ'' وہ راستہ جس پر لوگوں کی بہت زیادہ چلن ہو۔ مِلَّۃٌ: بمعنی چلنے کا راستہ، اس سے لیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے: ''ملتِ ابراہیمی بہترین ملت ہے۔'' ''امتلَّ'' کا معنی ہے: ملت اختیار کرنا۔''(۲)

ابن سیدہؒ لکھتے ہیں:

''طَرِیقٌ مَلِیْلٌ'' اور ''مُمِلٌّ'' وہ راستہ جس پر اس حد تک چلاؤ ہو کہ راستے کے نشان پڑ جائیں۔ ''أَمَلَّ الشَّیْءَ'' کا معنی ہے: کہہ دیا اور لکھوایا۔ ''ملة'' کا معنی ہے: شریعت۔ ''تَمَلَّلَ وامتَلَّ'' کا معنی ہے: ملت میں داخل ہوا۔ جلدی کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔''(۳)

لفظِ ''شریعة'' کا لغوی معنی

لفظ ''شریعة'' کا لغوی معنی پانی کی گھاٹ اور راستہ ہے، صاحب لسان العرب لکھتے ہیں:

''شَرَعَ الْوَارِدُ'' کا معنی ہے: براہِ راست منہ لگا کر پانی پی لیا، اور ''شَرَعَتِ الدَّوَابُّ فِیْ الْمَاءِ'' کا معنی ہے: چوپائے پانی میں داخل ہوگئے۔ ''شَرِیْعَۃٌ، شِرَاعٌ'' اور ''مَشْرَعَۃٌ'' پانی کی اس گھاٹ اور راستہ کو کہا جاتا ہے، جہاں سے پانی پینے کے لیے اُترا جاتا ہے۔

لیثؒ کہتے ہیں: اسی معنی کی مناسبت سے ان احکام کا نام شریعت رکھا گیا ہے، جن کو اللہ نے روزہ، نماز، حج اور نکاح وغیرہ کی شکل میں اپنے بندوں کے لیے شریعت مقرر کردی ہے۔ کلامِ عرب میں ''الشِّرْعۃُ''اور''الشَّرِیْعَۃُ'' پانی کی گھاٹ کو کہا جاتا ہے، یعنی پانی پینے کی وہ جگہ اور راستہ جہاں سے لوگ پانی میں داخل ہوتے ہیں، اور پانی پیتے ہیں۔ عرب اس گھاٹ کو اس وقت تک شریعت نہیں کہتے، جب تک وہ تیار اور غیر منقطع نہ ہو، نظر آنے والا اور جاری ہو، ڈول کے ذریعے اس سے پانی حاصل نہ کیا جاتا ہو۔'' (۴)

اصطلاحی تعریفات

لفظ ''دین''، ''ملۃ'' اور ''شریعۃ'' کی چند اصطلاحی تعریفات ملاحظہ ہوں:

''الدین'' کی اصطلاحی تعریف

پہلی تعریف

''الدین: ما یذھب إلیہ الإنسان ویعتقد أنہ یقربہٗ إلی اللہ وإن لم یکن فیہ شرائع مثل دین أھل الشرک۔''(۵)

''دین ان امور کا نام ہے جن کو انسان اختیار کرتا ہے، اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ اُمور مجھے قربِ الٰہی نصیب کرادیں گے، اگرچہ ان میں شریعتیں نہ ہوں، جیسے مشرکین کا دین۔''

دوسری تعریف

''الدین: وضعٌ إلٰھیٌّ یدعو أصحابَ العقول إلی قبول ما ھو عند الرسولؐ۔''

''اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ وہ امور دین ہیں، جو رسول پر اتاری گئیں تعلیمات کو قبول کرنے کی طرف عقل والوں کو دعوت دیتے ہوں۔''

تیسری تعریف

''وضعٌ إلٰھیٌّ سائقٌ لذوی العقول باختیارھم المحمود إلی الخیر بالذات۔''(۶)

''ان خداوندی قوانین کا نام ہے جو عقل والوں کو ان کے اچھے اختیار کے ذریعے خیر بالذات کی طرف لے جائیں۔''

''الشریعۃ'' کی اصطلاحی تعریف

پہلی تعریف

''اسْمُ الشَّرِیْعَۃِ وَالشَّرْعِ وَالشِّرْعَۃِ فَإِنَّہٗ یَنْتَظِمُ کُلَّ مَا شَرَعَہُ اللّٰہُ مِنَ الْعَقَائِدِ

وَالْأَعْمَالِ۔‘‘(۷)

’’الشَّرِيعَةُ وَالشَّرْعُ وَالشِّرْعَةُ‘‘ کا لفظ تمام ان عقائد اور اعمال کو شامل ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے شرعی قانون کے طور پر مقرر کیا ہو۔‘‘

دوسری تعریف

’’ماشرع اللّٰهُ لعبادهِ مِن الأحكام التى جاء بها نبى من الأنبياء صلى الله عليهم وعلٰى نبينا وسلم سواء كانت متعلقة بكيفية عمل وتسمى فرعية وعملية أو بكيفية الاعتقاد، وتسمى أصلية۔‘‘(۸)

’’بندوں کے لیے مقرر کردہ وہ احکام، جن کو انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کوئی بھی نبی لائے ہوں، شریعت کہلاتی ہے، خواہ وہ احکام عمل سے متعلق ہوں، وہ احکام فرعیہ عملیہ کہلاتے ہیں یا عقیدہ سے متعلق ہوں، وہ احکام اصلیہ کہلاتے ہیں۔‘‘

یہ مطلق شریعت کی تعریف ہے، چونکہ ہماری مراد شریعتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ہے، اس لیے اس کی تعریف حسب ذیل ہوگی:

’’الشريعةالمحمدية‘‘ کی اصطلاحی تعریف

’’هى ماسنّه الله لعباده من الأحكام عن طريق نبينا محمد صلى الله عليه وسلم وجعلهٗ خاتمة لرسالاته۔‘‘(۹)

’’شریعت محمدیہ سے مراد احکام کا وہ مجموعہ ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے بندوں کے لیے مقرر کیا ہے اور اس کو تمام رسالتوں اور شریعتوں کے لیے خاتم قرار دیا ہو۔‘‘

’’الملة‘‘ کی اصطلاحی تعریف

’’الملة هى: الدين، غير أن الملة لا تستعمل إلا فى جملة الشرائع دون آحادها۔‘‘(۱۰)

’’ملة‘‘ دین ہی ہے، تاہم ’’ملة‘‘ کا لفظ مجموعہ شرائع میں استعمال ہوتا ہے، ایک ایک حکم میں نہیں۔‘‘

تینوں کلمات کی اصطلاحی تعریفات سے معلوم ہوا کہ ان کے مصداق میں جوہری و بنیادی فرق نہیں، بلکہ ان کے درمیان دو چیزیں قدر مشترک ہیں: پہلی یہ کہ عقائد و اعمال کا وہ مجموعہ جو الٰہی تعلیمات پر مشتمل ہو۔ دوسری یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے واسطے سے اُمت کو ملا ہو، جیسا کہ تعریف میں صراحتاً بتایا گیا کہ ملت اور دین ہم معنی ہیں، اس لیے ’ملة‘ کی الگ تعریف نہیں کی گئی ہے، گویا ان کلمات کا مصداق ایک ہے، تاہم اعتباری فرق کی وجہ سے الگ الگ نام تجویز کیے گئے ہیں وہ

اعتباری فرق کیا ہے؟ اور ان کی مصداق میں باہم کیا نسبت ہے؟ ذیل کے سطور میں ملاحظہ ہو:

''دین''، ''ملة'' اور ''شریعت'' کے درمیان نسبت اور فرق

ابوالہلال العسکری کے نزدیک

ابوالہلال العسکری کے نزدیک تینوں کا مصداق ایک ہے، فرق اعتباری ہے جس میں لغوی معنی مدنظر رکھا گیا ہے، لکھتے ہیں:

''الدین: هو الطریقة المخصوصة الثابتة من النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم، یسمی من حیث الانقیاد لهٗ دینا، ومن حیث إنهٗ یملی ویبین للناس ملة، ومن حیث إنه یردها الواردون المتعطشون إلی زلال نیل الکمال شرعاً وشریعةً۔''(۱۱)

''دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت مخصوص طریقے کا نام ہے۔ اس کو اس اعتبار سے ''دین'' کہا جاتا ہے کہ دل و جان سے مان کر اس کا انقیاد (سرِتسلیم خم) کیا جائے۔ اور اس حیثیت سے ''ملت'' کہلاتا ہے کہ اس کو بتایا جاتا ہے اور لوگوں کے سامنے بیان کیا جاتا ہے۔ اور اس حیثیت سے ''شریعت'' کہلاتا ہے کہ مرتبۂ کمال تک پہنچنے کے میٹھے خوشگوار پانی کے پیاسے اس گھاٹ پر آکر اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔''

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تینوں مصطلحات کا مصداق ایک ہے، اور ان کے درمیان نسبت اتحاد ہے، فرق اگر ہے تو اعتباری ہے، یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے اُمتوں کو ملنے والا عقائد واعمال پر مشتمل آسمانی والٰہی تعلیمات کا مجموعہ اس حیثیت سے ''شریعت'' کہلاتا ہے کہ ہدایت کے پیاسے لوگ پانی کے مشابہ وحی کی گھاٹ پر آتے ہیں، اور ہدایت حاصل کر کے پیاس بجھا لیتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے ''دین'' کہلاتا ہے کہ لوگ اس مجموعۂ عقائد واعمال کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے سامنے سرِتسلیم خم کرتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے ''ملت'' کہلاتا ہے کہ اس کو مربوط انداز میں جمع کر کے لوگوں کے سامنے بیان کیا جاتا ہے اور اس حیثیت سے ''مذہب'' کہلاتا ہے کہ اس کی طرف لوگ رجوع کرتے ہیں، اور دینی ضرورت پورا کرنے کے لیے اس کی طرف ذہاب اختیار کرتے ہیں، گویا ہر اصطلاح میں معنی لغوی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

شریف جرجانی کا قول

شریف جرجانی نے قدرے مختلف انداز اختیار کیا ہے، ان کے ہاں مذہب کی اصطلاح بھی ان تینوں مصطلحات کے مترادف ہے اور چاروں متحد بالذات اور مختلف بالاعتبار ہیں، فرق اعتباری میں یا تو معنی لغوی ملحوظ ہے، جیسا کہ ابوالہلال العسکری کے ہاں ہیں یا پھر نسبت کے اعتبار سے فرق ہے، فرماتے ہیں:

’’الدِّین والملة متحدان بالذات، ومختلفان بالاعتبار، فإن الشریعة من حیث إنها تطاع تسمٰی دینًا، ومن حیث إنها تُجمع تسمٰی ملةً، ومن حیث إنها یُرجَع إلیها تسمی مذهبًا، وقیل: الفرق بین الدین، والملة، والمذهب أن الدین منسوب إلی اللّٰه تعالٰی، والملّة منسوبة إلی الرسول، والمذهب منسوبٌ إلی المجتهد۔‘‘(۱۲)

’’دین‘‘ اور ’’ملت‘‘ متحد بالذات اور مختلف بالاعتبار ہیں، چنانچہ ’’شریعت‘‘ اس حیثیت سے ’’دین‘‘ کہلاتی ہے کہ اس کی اطاعت اور پیروی کی جاتی ہے۔ اور اس حیثیت سے ’’ملت‘‘ کہلاتی ہے کہ اس کو جمع کیا جاتا ہے اور اس حیثیت سے ’’مذہب‘‘ کہلاتی ہے کہ اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ ایک اور قول کے مطابق تینوں میں فرق یہ ہے کہ ’’دین‘‘ اللہ کی طرف، ’’ملت‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، اور ’’مذہب‘‘ مجتہد کی طرف منسوب ہے۔‘‘

اس توجیہ کا حاصل یہ ہے کہ وحی سے مأخوذ عقائد واعمال کا مجموعہ تو اصالۃً ’’شریعت‘‘ ہے، جو باعتبار اطاعت کے ’’دین‘‘ اور باعتبار جمع وبیان کے ’’ملت‘‘ اور باعتبار رجوع الیہ ’’مذہب‘‘ کہلاتا ہے۔ گویا ’’مذہب‘‘ کو بھی ’’شریعت‘‘، ’’ملت‘‘ اور ’’دین‘‘ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ نیز ’’شریعت‘‘ کی وجہ تسمیہ کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ مزید برآں! ایک اور حوالے سے بھی فرق بیان کیا گیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کے اعتبار سے ’’دین‘‘، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کے اعتبار سے ’’ملت‘‘ اور مجتہد کی طرف نسبت کے اعتبار سے ’’مذہب‘‘ کہلاتا ہے۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ اصطلاحاتِ ثلٰثہ من کل الوجوہ متحد بالذات نہیں، مصداق میں حقیقی فرق موجود ہے۔ فرماتے ہیں:

’’ہر شریعت میں تین باتیں ہوتی ہیں، اول عقائد (جیسے: توحید ونبوت وغیرہ) سو اس میں تو سب دین والے شریک اور موافق ہیں، اختلاف ممکن ہی نہیں۔ دوسرے قواعدِ کلیہ شریعت کہ جن سے جزئیات وفروعی مسائل حاصل ہوتے ہیں، اور تمام جزئیات میں وہ کلیات ملحوظ رہتے ہیں، اور ملت فی الحقیقت انہی اصول اور کلیات کا نام ہے، اور ملتِ محمدی اور ملتِ ابراہیمی کا توافق واتحاد انہی کلیات میں ہے۔ تیسرے مجموعۂ کلیات وجزئیات وجمیع اصول وفروع، جس کو شریعت کہتے ہیں، جس ۱۳ کا خلاصہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ایک ہے اور شریعت جدا جدا۔‘‘ (۱۳)

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ کی ترجیح

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ توجیہ دوسری توجیہات کی بنسبت زیادہ دقتِ نظری پر مبنی ہے، جس

کے مطابق اگرچہ ’’دین‘‘، ’’ملت‘‘ اور ’’شریعت‘‘ کے مصداق میں بعض اجزاء میں اشتراک پایا جاتا ہے، تاہم باعتبارِ اطلاق ان کے درمیان حقیقی فرق موجود ہے، چنانچہ عقائد- جن میں تمام ادیانِ سماویہ مشترک ہیں- پر ’’دین‘‘ کا اطلاق ہوتا ہے۔ اصول وقواعد کلیہ- جو ابراہیمی ومحمدی ملت میں مشترک ہیں- پر ’’ملت‘‘ کا اطلاق ہوتا ہے، اور اصول وقواعد اور جزئیات وشرائع کے مجموعہ پر ’’شریعت‘‘ کا اطلاق ہوتا ہے، جو ہر رسول کو الگ الگ عطا کی گئی ہے۔ یہ توجیہ نصوصِ قرآنیہ کے بالکل موافق ہے، ملاحظہ ہوں:

سورۂ شوریٰ کی آیت کریمہ ’’شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ۔‘‘ (الشوریٰ:۱۳) میں تمام انبیاء کا دین ایک قرار دیا گیا ہے۔

متعدد آیات میں امت محمدیہ کو ملت ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، جیسے: ’’فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا۔‘‘ (آل عمران:۹۵)

سورۂ مائدہ کی آیت ’’لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا۔‘‘ (المائدۃ:۴۸) میں صراحۃً انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کو مختلف قرار دیا گیا ہے۔

حوالہ جات

۱:......معجم مقاییس اللغۃ، لابی الحسین احمد بن فارس، متوفی: ۳۹۵ھ، مادہ: دَیَنَ، ج:۲، ص: ۳۸۰۔

۲:......اساس البلاغۃ، لابی القاسم محمود بن عمرو الزمخشری، جار اللہ، متوفی: ۵۳۸ھ، ج:۲، ص: ۲۲۸۔

۳:......المحکم والمحیط الاعظم، لابی الحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ، متوفی: ۴۵۸ھ، ج:۱۰، ص: ۳۷۸۔

۴:......لسان العرب، لابن منظور الافریقی، متوفی: ۷۱۱ھ، ۸، ص: ۱۷۵۔

۵:......معجم الفروق اللغویۃ، لأبی ہلال الحسن بن عبداللہ العسکری، متوفی: نحو ۳۹۵ھ، ج:۱، ص: ۵۱۰۔

۶:......التوقیف علی مہمات التعاریف لزین الدین محمد المناوی، متوفی: ۱۰۳۱ھ، ج:۱، ص: ۱۶۹۔

۷:......مجموع الفتاوی، لابی العباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیۃ الحرانی، متوفی: ۷۲۸ھ، ج:۱۹، ص: ۳۰۶۔

۸:......کشاف الاصطلاحات تھانوی، ج:۲، ص: ۷۵۹۔

۹:......مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ لدکتور/محمد سعد الیوبی، ص: ۳۳۔

۱۰:......معجم الفروق اللغویۃ لابی ہلال الحسن بن عبداللہ العسکری، متوفی: نحو ۳۹۵ھ، ج:۱، ص: ۵۱۱۔

۱۱:......معجم الفروق اللغویۃ، لابی ہلال الحسن بن عبداللہ العسکری، متوفی: نحو ۳۹۵ھ، ج:۱، ص: ۵۱۰۔

۱۲:......کتاب التعریفات، لعلی بن محمد الشریف الجرجانی، متوفی: ۸۱۶ھ، ج:۱، ص: ۱۰۵۔

۱۳:......تفسیر عثمانی، البقرۃ، آیت: ۱۳۵، حاشیۃ: ۶۔

(جاری ہے)